⊙ ڈاکٹر محمد خاور نوازش

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

⊙⊙ ڈاکٹر ظفر حسین ہرل

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

# آریاؤں کی ہندوستان آمد [یلغار] کا مفروضہ: مجہول لسانی تناظر اور خام محاکاتِ تحقیق

**Abstract:**

Theory of Aryan invasion of India has been very imperative in historiography in India. The Aryans have been projected as that white colored superior race which established the foundation of great Indian Civilization in North India by most of the western philologists. Aryan Invasion Theory (AIT) has been a highly decisive theory in India since last one & a half century. Interestingly, this theory is in fact a hypothesis which states that the Aryans came to India from somewhere outside of this country, in 1500 BC and drove out the local Dravidians into South India. Local historians, philologists and archeologists especially belonging to Hindu community has been saying that this theory is constructed to set the fact that India was ruled and civilized all along by the outsiders. It is also postulated that AIT was in fact an item of imperialistic agenda of Asiatic Society of Bengal. One prominent member of this society and a liable servant of East India Company Friedrich Max Müller posited this Idea. While Pro-AIT scholars say that rejecting AIT is actually the agenda of 'Hindutva'. This article is a study of AIT along with its sustaining and discarding points and arguments. An effort has been made to

analyze AIT from linguistics angle also to verify the perspective of Urdu and other Aryan languages.

**Keywords:**

Aryan Invasion AIT Historiography Max Müller

یہ بات تاریخ اور لسانیات کا ہر محقق تسلیم کرتا ہے کہ آریاؤں کی ہندوستان آمد اور اس سے جڑے ہوئے بیشتر نظریات قیاس پر مبنی ہیں۔ خاص طور پر رگ وید کے ابتدائی حصوں کی تصنیف سے پہلے کے دور، آریاؤں کے آبائی وطن اور بود و باش سے متعلق نظریات میں واضح اختلاف موجود ہے۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ متذکرہ قیاس اور اختلافات مبنی بر متذکرہ قیاس کے باوجود لسانی خاندانوں کی تشکیل اور تمام لسانی نقشے اس مفروضے کو سامنے رکھتے ہوئے ترتیب دیے جاتے ہیں کہ آریا ایک ایسی قوم تھی جو ہندوستان میں کہیں باہر سے وارد ہوئی بلکہ حملہ آور ہوئی جس نے مقامی باشندوں کو مار بھگایا اور پھر ایک متمدن ہندوستان کی بنیاد پڑی۔ ہمارا موضوع آریاؤں کا وجود یا اُن کی تہذیب نہیں بلکہ اُن کی باہر سے ہندوستان آمد ہے جس کے اب تک دستیاب ثبوت ایسے ہیں جو محققین کی خواہش اور مزاج کے مطابق آریاؤں کی اس خطے میں آمد ہی نہیں بلکہ اس خطے سے دوسرے خطوں کی طرف روانگی پر بھی دلالت کر سکتے ہیں۔ اولاً آریاؤں کی آمد سے متعلق اُردو کے چند لسانی محققین کی آراء ملاحظہ کریں، محی الدین قادری زورؔ لکھتے ہیں:

''آریا بولنے والے ہندوستان میں ۱۵۰۰ ق م سے پہلے وارد ہوئے ہیں کیونکہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ وید کی تخلیق عمل میں آئی ہے۔ ہندوستان آنے سے پہلے آریا قبیلے کچھ عرصے کے لیے افغانستان میں ٹھہر کر تازہ دم ہوتے رہے اور پھر دریائے کابل اور قرم کے کنارے کنارے پنجاب میں داخل ہوئے۔ ابتدائی آریا جو وید، اوستا، یونانی اور لاتینی وغیرہ بولتے تھے دراصل خانہ بدوش تھے البتہ زراعت کے متعلق کچھ معلومات رکھتے تھے۔ مگر ان کی اصل اور وطن کے متعلق ابھی یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔''(۱)

ڈاکٹر شوکت سبزواری کا خیال ہے:

''پندرہ سو سال قبل مسیح آریہ قبائل ایک زبان بولتے ہوئے برصغیر ہند و پاک میں داخل ہوئے۔ اس وقت اس زبان کا کوئی نام تھا یا نہیں، اگر تھا تو کیا؟ یہ بتانا مشکل ہے۔ لیکن اس علم و روشنی کے زمانے میں زبان کے کھوجی فرق و امتیاز کے لیے اس زبان کو قدیم ہند آریائی Old Indo Aryan کہتے ہیں۔ قدیم اس لیے کہ برصغیر ہند و پاک میں زبان کی یہ قدیم ترین شکل ہے اور ہند آریائی اس لیے کہ یہ برصغیر کی آریائی اصل و نسل کی زبان ہے۔ اس زبان کے قدیم ترین نمونے رِگ وید میں ملتے ہیں۔''(۲)

ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی لکھتے ہیں:

''ہندوستان میں آریاؤں کی آمد کی متعین تاریخ بتانا ناممکن ہے۔ آریاؤں کے پہلے گروہوں کی

پنجاب میں آمد کا زمانہ ۱۵۰۰ ق م کے قریب کہہ سکتے ہیں۔ وہ اپنی آریائی زبان بولتے تھے اور دیوتاؤں کے بھجن اور اپنے سورماؤں کی تعریف کے گیت اسی زبان میں گاتے تھے۔"(۳)

ان ماہرین لسانیات کے ہاں آریاؤں کی [باہر سے] ہندوستان آمد پر واضح اتفاق موجود ہے لیکن اُن کے اصل وطن اور آمد کی حتمی تاریخ پر اتفاق نہیں۔ دوسرا یہ کہ اُن کی زبان کو بھی لفظ 'آریا' کی مناسبت سے آریائی کہا گیا ہے۔ اُردو کے بیشتر محققین اور مورخین نے ہندوستان میں آریاؤں کی آمد اور ۱۵۰۰ ق م کے لگ بھگ یہاں موجودگی کو (لاشعور میں موجود بے یقینی کے ساتھ) واضح لفظوں میں نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ اُن کے بیانات سے یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ ہندوستان میں تہذیبی زندگی کا صحیح معنوں میں آغاز ہی آریاؤں کی آمد سے ہوا۔ آریاؤں کی اس خطے (قدیم ایران اور قدیم ہندوستان) پر یلغار اور قبضے کے بارے میں کم و بیش تمام علماء نے اپنے خیالات کی بنیاد قدیم ترین مذہبی کتاب رگ وید کے اُن ۱۰۲۸ بھجنوں پر رکھی ہے جن میں بیشتر کے مفاہیم، مطالب اور تشریحات کرنے کی کوششیں ۵۰۰ ق م میں لکھی گئی نُرکتا سے لے کر آج تک جاری ہیں۔ پھر یہ بات بھی واضح ہے کہ رگ وید میں کسی سوانحی سلسلے کا اندراج ہے نہ ہی واقعات کسی خاص ترتیب سے ہیں۔ معتبر ماہر لسانیات ڈاکٹر مسعود حسین خان کے خیالات ملاحظہ کریں جو آرین یلغار کے نظریے کو واضح طور پر رَد تو نہیں کرتے لیکن اس ضمن میں چند بنیادی اور اہم نوعیت کے اشارے ضرور دیتے ہیں:

"آریوں کی قدیم کتابوں میں ان کے اصل وطن اور آمد کے سلسلے میں کوئی اشارہ نہیں ملتا...... یہ صحیح ہے کہ بقول میور سنسکرت کی جتنی قدیم کتابیں ہیں ان میں آریوں کے بدیسی ہونے کی طرف کہیں بھی اشارہ نہیں ملتا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی کہیں کھول کر نہیں لکھی گئی کہ آریا اسی سرزمین سے اُٹھے تھے...... گریرسن کا خیال ہے کہ رِگ وید کے سب سے پہلے منتر آریوں کے داخلہ ہندوستان سے قبل لکھے جا چکے تھے۔ یہ اس زبان میں لکھے گئے ہیں جو ہند ایرانی زبانوں کی ماں تھی۔"(۴)

اس سے آگے چل کر ڈاکٹر مسعود حسین خان ۱۹۰۶ء میں ایشیائے کوچک میں دریافت ہونے والے ریکارڈز کا حوالہ دیتے ہوئے 'وسطی ایشیا: آریاؤں کا اصل وطن' کے نظریے سے اتفاق کر لیتے ہیں۔ اس اتفاق کی وجہ دریافت شدہ مواد کے سنسکرت کے ساتھ لسانی اشتراکات ہیں۔ آریاؤں کے بدیسی ہونے کا نظریہ ہندوستان کے مقبول سیاسی لیڈر بال گنگادھر تلک نے بھی پیش کیا تھا۔ اُن کی کتاب دی آرکٹک ھوم اِن دی ویداز ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی جس میں انھوں نے خیال ظاہر کیا کہ شمالی برصغیر میں بسنے والے لوگ آریا ہیں اور اُن کے اجداد قطب شمالی کے برفانی علاقوں سے نقل مکانی کر کے یہاں آباد ہوئے تھے لیکن تلک کے استدلال میں عقیدے کی آمیزش نے اسے زیادہ اہم نہیں بننے دیا اور یوں یہ نظریہ ہندو قوم پرستی پر محمول ہوا۔

رِگ وید کے مختلف بھجنوں میں لفظ 'آریا' تیس سے زائد جگہوں پر استعمال ہوا ہے اور اُس کتاب کی زبان اور بیان کے سیاق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کے معانی ایک ایسی خوش اخلاق، سماجی اور روحانی شخصیت کے ہیں جو بہادر بھی ہو، کمزوروں کی مددگار رہو اور اپنی خوبیوں کی بنا پر لوگوں میں عظمت رکھتی ہو۔ آریا سے مراد کوئی خاص قبیلہ یا نسل ہرگز نہیں

ہے لیکن حیرت انگیز طور پر زبان کے ماہرین نے بھی یہ لفظ کسی ایسی خاص نسل کے لیے استعمال کیا ہے جو پہاڑوں کو پار کر کے ہندوستان میں داخل ہوئی اور یہاں بسنے والے کالے رنگ کے کمزور، نحیف اور غیر متمدن لوگوں پر قابض ہو کر ان کی ثقافت کے تمام عناصر بشمول زبان پر بھی حاوی آ گئی۔ اس نظریے کو Aryan Invasion Theory کا نام دیا جاتا ہے اور اس کی بنیاد اٹھارویں صدی عیسوی کے نوآبادیاتی ہندوستان میں رکھی گئی۔ گو کہ ڈاکٹر مبارک علی اس نظریے کی مخالفت کو ہندو قوم پرستی سے جوڑتے ہیں لیکن انگریزوں کے اٹھارویں صدی کے ہندوستان کے بارے میں تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''جب ایسٹ انڈیا کمپنی کا ہندوستان پر قبضہ ہوا تو انگلستان میں ہندوستان کے بارے میں منفی جذبات تھے۔ خیال تھا کہ اہلِ ہندوستان تہذیب و تمدن سے نا آشنا، جاہل اور غیر مہذب لوگ ہیں۔ اس لیے اہلِ یورپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ انہیں مہذب بنانے کا عمل شروع کریں۔''(۵)

ڈاکٹر مبارک علی اس موقف کے باوجود او۔ پی۔ کیج ریوال (۶) سے اتفاق کرتے ہیں کہ انگریزوں نے تاریخِ ہندوستان کی مکرر دریافت اور ہندوستانی تہذیب کے نمایاں عناصر کی بازیافت کا کام پوری ایمانداری سے انجام دیا اور یہ کہ اُن کے کوئی مذہبی یا سیاسی عزائم نہیں تھے۔

تھوڑا سا ماضی میں جائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز سامراج ہندوستان پر پوری طرح قابض ہو گیا لیکن اس قبضے کی بنیاد دراصل ۱۷۵۷ء میں جنگِ پلاسی میں انگریزوں کی فتح سے پڑ چکی تھی۔ ۱۷۷۳-۷۴ء میں وارن ہسٹنگ نامی وہ انگریز افسر ہندوستان کا پہلا گورنر بن کر کلکتہ پہنچا جسے دس برس بعد بدعنوانی کے الزامات پر اپنے عہدے سے مواخذے کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی گورنر کے دور میں ۱۵ر جنوری ۱۷۸۴ء کو ایشیاٹک سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا۔ سر ولیم جونز اس کے پہلے سیکرٹری بنے۔ وہ دس سال اس عہدے پر فائز رہے۔ اُن کے بعد ایچ۔ ٹی۔ کول بروک (۱۸۱۵ء تک)، ایچ۔ ایچ۔ ولسن (۱۸۳۲ء تک) اور جیمس پرنسپ (۱۸۳۸ء تک) ایسے لوگوں نے سیکرٹری کے طور پر سوسائٹی کو چلایا جو دراصل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازم تھے (۷) اور تاریخِ ہندوستان کی اُس 'دریافت' کا کام انجام دے رہے تھے جسے 'تاریخ کی تشکیل' بھی کہا جا سکتا ہے۔ جیمس پرنسپ کے دور میں ایشیاٹک سوسائٹی کا نام تبدیل کر کے ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال رکھ دیا گیا۔ شروع کے چالیس برس ایشیاٹک سوسائٹی میں کسی مقامی آدمی کو ممبر بھی نہیں بنایا گیا۔ ایچ۔ ایچ۔ ولسن کے دور میں پہلی دفعہ کچھ ہندوستانی اسکالرز کو سوسائٹی کا ممبر نامزد کیا گیا۔ راجندر لال مترا ایشیاٹک سوسائٹی کے قیام کے لگ بھگ ایک سو برس گزر جانے کے بعد پہلے ہندوستانی تھے جو سربراہ منتخب ہوئے۔ اُس وقت تک ہندوستان کے مذہبی، تاریخی، علمی اور تہذیبی لٹریچر کا بڑا حصہ انگریزی میں منتقل ہو چکا تھا اور حتی المقدور کوشش کی گئی کہ انگریزی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں یہ لٹریچر منتقل نہ ہو۔ سر ولیم جونز کے بعد اس سوسائٹی کے ممبران میں سے دوسرا اہم آدمی جس نے نوآبادیاتی منصوبے کو صحیح معنوں میں آگے بڑھایا وہ لارڈ میکالے تھا جس نے ۱۸۳۵ء میں نوآبادیاتی ہند کا ایک تعلیمی منصوبہ تشکیل دیا۔ پھر تیسرا اہم آدمی ایک اور معروف ماہر لسانیات فریڈرک میکس ملر تھا جسے Aryan Invasion Theory کا بنیاد گزار کہا جاتا ہے۔ میکس ملر سے پہلے سر ولیم جونز نے سنسکرت اور یورپی زبانوں کے باہمی رشتے پر خاصا تحقیقی کام کر رکھا تھا سو وہی لسانی

اشتراک اس تھیوری کے اساسی محرک کے طور پر سامنے رکھا گیا۔ فریڈرک میکس ملر نے زبان کی سائنس کے عنوان سے رائل انسٹی ٹیوٹ میں ۱۸۶۱ء اور ۱۸۶۳ء میں کچھ لیکچرز دیے تھے جو بعد میں دو جلدوں میں لیکچرز آن دی سائنس آف لینگوئج کے عنوان سے شائع ہوئے۔ ان لیکچرز میں اُنھوں نے لفظ 'آریا' کی توجیہہ اور توضیح کچھ یوں کی ہے:

"I have been asked repeatedly why I applied the name of Aryan to that family of language which we have just examined; I feel that I am bound to give an answer. Arya is a Sanskrit word, and in the later Sanskrit it means noble, of a good family. It was, however, originally a national name, and we see traces of it as late as the law-book of the Manavas, where India is still called Arya-avarta, the abode of the Aryas. In the old Sanskrit, in the hymns of the Veda, arya occurs frequently as a national name and as a name of honour, comprising the worshippers of the gods of the Brahmans, as opposed to their enemies, who are called in the Veda Dasyus."(۸)

اس بیان کی رُو سے 'آریا' ایک سنسکرت لفظ ہے جس کا معنی ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھنے والا ہے۔ پھر اس کے معانی رِگ وید میں ایک عظیم لقب اور دیوتاؤں کے پجاری کے آتے ہیں اور 'آریاورت' کا معانی آریا کا گھر ہے۔ یعنی ویدک عہد کی تحریروں میں ہندوستان کو آریاؤں (دیوتاؤں کے فرمانبردار پجاریوں) کا گھر کہا گیا ہے لیکن کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ یہ آریا ہندوستان پر کوئی بدیسی حملہ آور نسل تھی۔ مندرجہ بالا اقتباس میں کی گئی وضاحت کے بعد آگے چل کر اِنھی لیکچرز میں میکس ملر نے لفظ 'آریا' کو ایک نسل (Race) کے معنوں میں بھی استعمال کیا ہے، ملاحظہ کریں:

"Sanskrit and Zend share certain words and grammatical forms in common which do not exist in any of the other Aryan languages; and there can be no doubt that the ancestors of the poets of the Veda and of the worshippers of Ahurd mazddo lived together for some time after they had left the original home of the whole Aryan race."(۹)

فریڈرک میکس ملر نے ایک کتاب اے ہسٹری آف انشینٹ سنسکرت لٹریچر کے عنوان سے بھی لکھی جو ان لیکچرز سے پہلے اشاعت پذیر ہو چکی تھی۔ اُس کتاب میں بھی انھوں نے بڑے واضح الفاظ میں آریاؤں کو ہندوستان سے باہر کی نسل یا قبائل قرار دیتے ہوئے ان کا ہمالیہ سلسلے کو پار کر کے ہندوستان میں قدم رکھنا ظاہر کیا

ہے۔اقتباس دیکھئے:

"At the first dawn of traditional history we see these Aryan tribes migrating across the snow of the Himaliya southward toward the "Seven River" (the Indus, the five rivers of the Punjab and the Sarsvati), and ever since India has been called their home. That before that time they had been living in more northern regions, within the same precincts with the ancestors of the Greek, the Italians, Slovenians, Germans, and Celts, is a fact as firmly established as that the Normans of William the Conqueror were the northmen of Scandinavia."(۱۰)

اس اقتباس میں میکس ملر یورپین اقوام اور آریاؤں کے بیچ ایک تعلق قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اُن کا خیال ہے کہ ہمالیہ پار کر کے ہندوستان میں داخلے سے پہلے یہ آریا موجودہ یورپیوں کے اجداد کے ساتھ ایک ہی خطے میں رہے۔آریاؤں کی ہندوستان پر یلغار کو ہزار برس پہلے برطانیہ پر ایک نارمین (فرنچ سکینڈ ینوین) فاتح ولیم کی یلغار سے تشبیہ دینے کا مطلب غالباً یہ ہے کہ جس طرح برطانیہ میں ولیم کو بدیسی حملہ آور اور فاتح کے طور پر قبول کیا جا چکا اسی طرح آریاؤں کی ہندوستان پر یلغار کو بھی تاریخی سچائی تسلیم کیا جانا چاہیے۔یہاں لفظ 'آرین' سے متعلق جارج گریریسن کی وضاحت کا حوالہ دینا بے جا نہ ہوگا جو میکس ملر کے مندرجہ بالا نظریے کا رَد ہے۔جارج گریریسن وسطی ایشیا، ایران اور ہندوستان کے 'ستم قبائل' میں سے ایک قبیلے کا نام آرین مانتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ انگریزی، لاطینی یا جرمن زبان کو آریاؤں سے جوڑنا غلط ہے۔خود کو آریا کہنے کا حق صرف اُن ہندوستانیوں اور ایرانیوں کا ہے جو ہند یورپی خاندان کی زبانیں بولتے ہیں۔اقتباس ملاحظہ کریں:

"It is a matter for regret that this term 'Aryan' is requently used, and especially by the English, in an extended sense, as equivalent to 'Indo-European'. It is really the name of one of the tribes of these satem-people, as used by these people themselves. In the following pages it will be used only with this meaning, and it will not be applied to other satem-people, or to languages, such as English, Latin, or German, which are sometimes called 'Aryan languages' in England. This word 'Aryan' is an Aryan word, originally used by the Aryan people , and among other

suggested interpretations is said to mean 'of good family', 'noble'. Indians and Eranians who are descended from an Indo-European stock have a perfect right to call themselves Aryans, but we English have not."(۱۱)

اب تک کی تمام بحث کو سمیٹا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ:

- ☆ ایشیاٹک سوسائٹی کے ممبران نے سنسکرت اور یونانی زبان میں موجود مماثلتوں کی بنا پر ان دونوں زبانوں کے بولنے والوں میں بھی تعلق تلاش کرنے کی کوشش کی۔
- ☆ اس تلاش میں میکس ملر رگ وید کے لفظ 'آریا' کا معنی ایک خاص نسل لیتے ہوئے ۱۵۰۰ ق م کے لگ بھگ اِسے ہمالیہ پار کر کے ہندوستان میں داخل ہوتا دکھاتے ہیں اور یہ بھی بتاتے ہیں کہ آریا قبائل اور یورپیوں کے آباء یورپ میں داخلے سے پہلے اکٹھے رہتے رہے۔ (گویا یورپی اور آریا کہیں قدیم زمانے میں ایک ہی نسل ہو سکتی ہے)
- ☆ جارج گریرسن بھی آریاؤں کو باہر سے ہندوستان آنے والا انسانی گروہ تو سمجھتے ہیں لیکن میکس ملر کے اس نظریے سے متفق نہیں ہیں کہ تمام یورپی زبانیں اور ان کے بولنے والے بھی آریائی کہلانے کے حقدار ہیں۔ (گویا وہ لفظ 'آریا' کا مرکز ہندوستان اور ایران کو تسلیم کرتے ہیں)
- ☆ آرین تھیوری کے بنیاد گزار اور رگ وید کو انگریزی زبان میں منتقل کرنے والے مکس ملر اور ان کے بعد آنے والے کسی مورخ کے بیان میں کسی [مذہبی] کتاب یا ایسے قدیم متن کا کوئی حوالہ نہیں ملتا جس سے آریاؤں کی باہر سے ہندوستان آمد ثابت ہو سکے۔

---

اب ذرا اُن علماء کے خیالات سے رُجوع کرتے ہیں جو Aryan Invasion Theory کو مختلف دلائل کے ساتھ رَد کرتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے اس نظریے کو اب تک رد کرنے والوں میں اُردو کے ماہرینِ لسانیات یا مورخین کم ملتے ہیں۔ اُردو کے لسانی تناظر کی تشکیل میں عین الحق فرید کوٹی نے اُردو کا رشتہ منڈا قبائل کی زبانوں کے ساتھ جوڑنے کی کوشش تو کی ہے لیکن وہ بھی ہندوستان میں باہر سے آریاؤں کی آمد سے انکار نہیں کرتے۔ آرین تھیوری کو رَد کرنے والوں میں سوامی ویوک آنند، برج باسی لال، ڈاکٹر پرودوش ایش اور سٹیفن نیپ کو خاصی شہرت حاصل ہوئی ہے۔ رَد کرنے والوں میں چونکہ زیادہ تر ہندو اسکالرز اور قوم پرست شامل ہیں اس لیے جب بھی آریاؤں کو مقامی کہا جائے تو ساتھ 'ہندوتوا' آئیڈیالوجی کا ذکر ضرور آجاتا ہے۔ جواہر لال نہرو یونیورسٹی نئی دہلی کی پروفیسر ایمرائیٹس اور معروف مورخ رومیلا تھاپر لکھتی ہیں:

"کچھ مستشرقین نے لسانیات کی بنیادوں اور شہادتوں پر آریاؤں کی نسل کو اس طرح بیان کیا ہے
کہ یہ لوگ شمالی ہندوستان میں ہجرت کر کے آئے اور پنجاب اور وادیٔ گنگا میں آباد ہوئے یہاں

انھوں نے جو کلچر پیدا کیا اس کا مواد ویدوں میں ہے۔ پچھلے تیس سال میں کافی مقدار میں آثارِ قدیمہ کی شہادتیں سامنے آئی ہیں جو ہمیں مجبور کرتی ہیں کہ ہم آریاؤں کے مسئلے کو نئے انداز میں دیکھیں......مثلاً یہ بات ثابت کرنا بہت مشکل ہے کہ آریا کسی دُور کے علاقہ کی بالکل علیحدہ نسل تھے اس طرح آریاؤں کے کلچر کو خالص ثابت کرنا اور اس کا مقام کلچر پر غالب آنے پر اصرار کرنا بھی مشکل ہے اگر ہم یہ کہیں کہ آریاؤں کی اصطلاح ایک زبان بولنے والی جماعت کے لیے تھی نہ کہ مخصوص نسل کے لیے تو اس میں سچائی ہوگی۔''(۱۲)

اسی مضمون میں آگے چل کر وہ آریاؤں کو مقامی کہنے پر اصرار کرنا بھی غلط تصور کرتی ہیں گویا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر واضح اور دوٹوک موقف اختیار کرنا کسی بھی ہندوستانی یا مغربی مورخ کے لیے آسان نہیں رہا۔ سٹیفن نیپ کی دو کتابیں اس تھیوری پر بحث کے حوالے سے نہایت اہم ہیں۔ پہلی کتاب کرائمز اگینسٹ انڈیا اینڈ دی نیڈ ٹو پروٹیکٹ اٹس انشینٹ ویدک ٹریڈیشن جنوری ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی جبکہ دوسری کتاب ایڈوانس منٹس آف انشینٹ انڈیاز ویدک کلچر ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔ ان کتابوں میں انھوں نے دلائل کے ساتھ آریاؤں کی ہندوستان میں آمد کے نظریے کو رد کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ آرین تھیوری دراصل ہندوستان میں نوآبادیاتی حکمرانوں کے ایک بڑے منصوبے کا حصہ تھی جس کا مقصد ہندوستانیوں میں اس احساس کو کم کرنا تھا کہ وہ ایک ایسی عظیم تہذیب کے وارث ہیں جس کی بنیادیں ہندوستان کی مٹی میں ہی ہیں۔ آرین تھیوری کو رَد کرنے والے بیشتر اسکالرز کا یہ مشترکہ موقف رہا ہے کہ مغربی سامراج نے ہندوستان اور ہندوستانیوں کو کمزور، لاغر، بے عمل، غیر مہذب اور بآسانی قابلِ تسخیر ثابت کرنے کے لیے یہ کہانی گھڑی کہ 'آریا' اس خطے سے نہیں تھے بلکہ گھوڑوں پر سوار باہر سے یہاں حملہ آور ہوئے اور مقامی باشندوں کو مار بھگا کر یہاں اُس تہذیب کی بنیاد رکھی جسے آج ہندوستانی تہذیب کہا جاتا ہے۔ مزید برآں یہ کہ اس تہذیب کے بنیاد گزاروں (آریاؤں) کا تعلق اُسی نسل سے ہے جس نسل کے وارث آج یورپ میں براجمان ہیں۔ سٹیفن نیپ نے اپنی پہلی کتاب میں اس نظریے کا سرچشمہ 'ڈیوائڈ اینڈ رُول' کی پالیسی کو قرار دیا اور بتایا کہ برطانوی حکمران ہندوستانی سوسائٹی میں عدمِ استحکام اور تہذیبی تناؤ کی کیفیت پیدا کرنے کے لیے معاشرے کو ہر سطح پر تقسیم کر رہے تھے۔ اُن کے خیال میں انگریز سامراج کی کوشش تھی کہ آرین تھیوری کے ذریعے ہندوستانیوں کو ''باہر سے آنے والوں'' (اعلیٰ نسل) اور ''مقامیوں'' (ادنیٰ نسل) میں تقسیم کرکے سماج میں ایسا تہذیبی تناؤ پیدا کیا جائے جس کے نتیجے میں ہندوازم کی جگہ عیسائیت کی راہ ہموار ہو سکے لیکن اس تھیوری میں کچھ رخنے پُر ہونے سے چھوٹ گئے۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"However under secrutiny, the Aryan Invasion Theory lacks justification....For example the Sarasvati River is glowingly praised in the Reg-Veda. However, the Sarasvati River stopped flowing and later dried up. Recent scientific studies calculate that the river stopped flowing as early as around 8000 BCE. It dried up near

the end of Indus Valley civilization, at least by 1900 BCE. This was no doubt one reason why these cities were abandoned. This also means if the Vedic people came after the Indus Valley culture, they could not have known of the Sarasvati River. This is further evidence that the Vedas were from many years before the time of the Indus Valley society and were not brought into the region by some Invasion."(۱۳)

ماہرِ آثارِ قدیمہ اور آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کے سابق ڈائریکٹر براج باسی لال نے بھی ۲۰۰۲ء میں شائع ہونے والی اپنی معروف کتاب دی سرسوتی فلوز آن میں قدیم دریائے سرسوتی کے آثار کو ہی دلیل بنا کر ماہرینِ لسانیات کے اس دعویٰ کو غلط ثابت کیا ہے کہ آریا ۱۵۰۰ ق م میں ہندوستان میں داخل ہوئے اور رِگ وید کے بھجن بھی اس کے بعد ہی لکھے گئے۔ اس تھیوری کے خلاف لکھنے والوں میں ایک اور اہم نام ڈاکٹر پرودوش ایش کا ہے جن کی کتاب لائیز وِد لانگ لگز ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی۔ اُن کے خیال میں آرین تھیوری کا منبع نوآبادیاتی ہندوستان کے حکمرانوں کا ذہن تھا جو آریاؤں کی صورت میں بدیسی حملہ آوروں کو ہندوستان پر قابض دکھا کر مقامی باشندوں کو کئی صدیوں سے کمزور، غیر مہذب اور فکری بانجھ پن کا شکار ظاہر کرنا چاہتے تھے اس منصوبے کو سر ولیم جونز، لارڈ میکالے اور فریڈرک میکس ملر نے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ اگر مورخین کی یہ بات درست تسلیم کرلی جائے کہ آریا جب ہندوستان میں داخل ہوئے تو اَن پڑھ تھے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ انھوں نے داخل ہوتے ہی اپنی زبان کے لیے ایک رسم الخط اور لکھنے کے اوزار ایجاد کیے اور پھر بہت محدود عرصہ میں نہ صرف لکھنا اور پڑھنا سیکھا بلکہ رِگ وید ایسا اعلیٰ پائے کا لٹریچر بھی تخلیق کردیا۔ ڈاکٹر پرودوش ایش کی کتاب سے اقتباس ملاحظہ کریں:

"They settled down in Northwest India. Theybrought their language with them. Quite logically. This was Sanskrit. But without scripts. They invented the device of writing in India only. Had they brought a script with them, we would have found it in their original native land. However the Sanskrit script was found nowhere. Therefore it is deduced that the need to store their knowledge for future generations in writing was first felt in Northwest India and they accomplished the job nicely. How long does it usually take for a cultural community to devise a script? "Philologists" or

"Comparative Linguists" do not tell us anything about that. We must be content with the fact that "Aryans" from Central Asia moving around discovered the Hindukush Pass, drove out the inhabitants from this hospitable Northwest India to the South, settled down, acquired new knowledge, invented a script for writing and produced a huge amount of highly sophisticated literature.... In most ancient part of this literature these "New Indians" called themselves "Aryans"; so we are told."(۱۴)

ہندوستان داخل ہوتے سے آریاؤں کے اَن پڑھ ہونے پر بہت سے مورخین متفق ہیں۔ڈاکٹر ہنس راج نے ۱۹۸۵ء میں دہلی سے شائع ہونے والی اپنی کتاب 'ہسٹری آف انشینٹ انڈیا' میں آریاؤں کو لکھنے پڑھنے سے نابلد قرار دیا ۔اسی طرح اے۔ایل باشم کا موقف ہے کہ:

''رِگ وید میں تحریر کے سلسلے میں کسی لفظ کا بھی موجود نہ ہونا اس کے حجم اور ان متعدد سیاق و سباق کے باوجود جن میں ان الفاظ کا استعمال ہونا ضروری ہے،اس امر کا بین ثبوت ہے کہ آریہ اَن پڑھ تھے۔''(۱۵)

یہ بہت اہم اور بنیادی نکتہ ہے کیونکہ اگر یہ بات درست تسلیم کر لی کہ آریا اَن پڑھ تھے تو ڈاکٹر پرودوش ایش کا استدلال مزید مضبوط ہو جاتا ہے لیکن گریریسن کا بیان سامنے رکھیں کہ رِگ وید کے سب سے پہلے منتر آریاؤں کے ہندوستان میں داخلے سے پہلے اُس زبان میں لکھے جا چکے تھے جو ہند ایرانی زبانوں کی ماں تھی تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: وہ منتر کس خطے میں لکھے گئے؟

اول: اگر ایران میں لکھے گئے تو آریا اَن پڑھ نہیں تھے اور ایک زبان، ایک رسم الخط اور 'رِگ وید' کے ابتدائی منتروں کی شکل میں کچھ لٹریچر اپنے ساتھ لے کر ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔

دوم: اگر کوہ ہمالیہ سے اِس طرف ہندوستان میں لکھے تو اُن کا رشتہ بدیسی آریاؤں سے کیوں کر جڑ سکتا ہے؟

دراصل آریاؤں کی آمد سے لے کر 'رِگ وید' کی تصنیف کی بابت تمام تر نظریات قیاسی ہیں اور آثارِ قدیمہ پر ہونے والی تحقیق سے جڑے ہوئے ہیں۔وادیٔ سندھ اور دریائے سرسوتی کی تہذیب پر ہونے والی آرکیالوجیکل ریسرچ نے بہت سے ایسے دلائل مہیا کیے ہیں جو Aryan Invasion Theory کے اساسی پہلوؤں کو چیلنج کرتے ہیں۔اگر ہم لسانی ماہرین تک محدود رہنا چاہیں تو اس تھیوری کے بانی فریڈرک میکس ملر کی اپنی یادداشتوں اور خطوط میں ہی ایسے کئی بیانات مل جائیں گے جو اُن کے گزشتہ نظریات سے متضاد ہوں۔مثال کے طور ایک اقتباس ملاحظہ کریں جس میں وہ آریاؤں کو نسل (Race) قرار دینے کے اپنے گزشتہ موقف سے دستبرداری میں رقم طراز ہیں:

"I have declared again and again that if I say Aryas, I mean neither blood nor bones, nor hair nor skull; I mean simply those who speak an Aryan language. The same applies to Hindus, Greeks, Romans, Germans, Celts, and Slaves. When I speak of them I commit myself to no anatomical characteristics. The blue-eyed and fair-haired Scandinavians may have been conquerors or conquered, they may have adopted the language of their darker lords or their subjects, or vice versa. I assert nothing beyond their language when I call them Hindus, Greeks, Romans, Germans, Celts, and Slaves; and in that sense, and in that sense only, do I say that even the blackest Hindus represent an earlier stage of Aryan speech and thought than the fairest Scandinavians. This may seem strong language, but in matters of such importance we cannot be too decided in our language. To me an ethnologist who speaks of Aryan race, Aryan blood, Aryan eyes and hair, is as great a sinner as a linguist who speaks of a dolichocephalic dictionary or a brachycephalic grammar."(١٦)

اسی طرح ان کے تین مختلف خطوط ایسے ہیں جن کی روشنی میں Aryan Invasion Theory کے مخالفین کا یہ موقف بھی مضبوط ہو جاتا ہے کہ فریڈرک میکس ملر نے اس خود ساختہ تھیوری کی بنیاد رکھنے کے علاوہ رِگ وید کے ترجمے میں قدیم ہندو اعتقادات کو فرسودہ ظاہر کر کے عیسائیت کی راہ ہموار کرنے کی کوشش کی اور انگریز سامراج کے ایجنٹ کے طور پر علمی بددیانتی کا مرتکب ہوا۔ ان خطوط سے کچھ اقتباسات ملاحظہ کریں۔ پہلا خط ایک جرمن اسکالر شیویلیر بنسن (Chevalier Bunsen) کے نام ہے اور ۱۳؍جون ۱۸۴۸ء کو لکھا گیا:

"....But I must find some further occupation here, for Sanskrit alone does not yield enough to live on. It is delightful to reconstruct a chapter in the historical consciousness of mankind, especially one that is so ancient and as important for the intellectual migrations of the Aryans as is the Vedic epoch. But when mankind is at work it requires people who can wield the hammer in

order to forge a new link in the chain of humanity."(۱۷)

درج بالا اقتباس میں انسانی تاریخ کے جس باب کی تشکیلِ نو کی طرف اشارہ ملتا ہے وہ آریاؤں کی نقل مکانی سے متعلق ہی ہے جو خود میکس ملر کے الفاظ میں انسانی ارتقا کی داستان میں ایک نئے خیال/قصے کی نمود کے مترادف تھا۔

دوسرا خط میکس ملر نے اپنی بیگم (جارجینا) کے نام ۹/دسمبر ۱۸۶۷ء کو لکھا۔ اس میں لکھتے ہیں:

"....  I feel convinced, though I shall not live to see it, that this edition of mine and the translation of the Veda will hereafter tell to a great extent on the fate of India, and on the growth of millions of souls in that country. It is the root of their religion, and to show them what that root is, I feel sure, the only way of uprooting all that has sprung from it during the last 3,000 years. If those thoughts pass through one's mind, one does grudge the hours and days and weeks that are spent in staying in people's houses, and one feels that with the many blessings showered upon one, one ought to be up and doing what may be God's work."(۱۸)

تیسرا خط برطانوی ہند کے سیکرٹری آف سٹیٹ اور سکاٹس فرمانروا کے نام ۱۶/دسمبر ۱۸۶۸ء کا لکھا ہوا ہے جس میں ہندوستان کے حوالے سے میکس ملر کے خیالات اور عزائم کچھ اس طرح سامنے آتے ہیں:

"I have sometimes regretted that I am not an Englishman, and able to help more actively in the great work of educating and improving the natives....India has been conquered once, but India must be conquered again, and that second conquest should be a conquest by education.... India can never be anglicized, but it can be reinvigorated. By encouraging a study of their own ancient literature, as part of their education, a national feeling of pride and self-respect will be reawakened among those who influence the large masses of the people. A new national literature may spring up, impregnated with Western ideas, yet retaining its native spirit and character.... A new national literature will bring with it a new national life and new moral vigour.

As to religion, that will take care of itself. The missionaries have done far more than they themselves seem to be aware of, nay, much of the work which is theirs they would probably disclaim. The Christianity of our nineteenth century will hardly be the Christianity of India. But the ancient religion of India is doomed-and if Christianity does not step in, whose fault will it be?"(۱۹)

مندرجہ بالا دونوں اقتباسات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ 'رگ وید' کا ترجمہ کرتے ہوئے میکس مُلر کے ذہن میں سامراجی مفادات کے عکاس ایک ایسے قومی لٹریچر کا خاکہ موجود تھا جس کی بنیاد ہندوستان کے ہی قدیم متون پر استوار ہو۔اسی خاکے کے مطابق رِگ وید کے تراجم میں ایسی تبدیلیاں کی گئی ہوں گی جن سے برہمنوں کے پرانے مذہبی اعتقادات کو فرسودہ قرار دیا جا سکے۔ جب وہ اپنی بیگم کے نام خط میں لکھتے ہیں کہ ''میرا یہ ترجمہ ہندوستان کی قسمت اور مستقبل کے تعین میں اہم کردار ادا کرے گا اور اس سے اُن اعتقادات کی بیخ کنی ہوگی جن پر پچھلے تین ہزار سال سے ہندوستانی مذہب کی عمارت کھڑی ہے'' تو اس سے سامراجی عزائم بالکل واضح ہوتے ہیں۔اس مقام پر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہندوستان میں سامراج نے یورپی نسلی اور مذہبی بالادستی کی بنیادیں رکھنے کے لیے ماہرین لسانیات کو استعمال کر کے اُن کے اصل منصب کو بھی مشکوک بنا دیا۔

Aryan Invasion Theory (AIT) کی پوری داستان قیاس آرائیوں پر مبنی ہے بلکہ آریاؤں کی آمد ہے ہی ایک مفروضہ۔اس تھیوری کے بنیاد گزاروں کی اپنی تحریریں اور اس کو رَد کرنے والوں کے دلائل اسے خود ساختہ اور غلط ثابت کرنے کے لیے کم نہیں ۔لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آریاؤں کا باہر سے ہندوستان میں داخلہ اور مشرق و مغرب کی زبانوں کے لسانی اشتراکات کا باب گزشتہ دو سو برس سے تعلیمی نصابوں کا حصہ ہے اور بالکل اِسی طرح تحقیقات اور مفروضات کی بنیاد ہے جیسے ہماری اُردو زبان کے بارے میں یہ گمان کہ یہ ایک لشکری زبان ہے۔ماہرینِ لسانیات ہندوستان اور بیشتر یورپی زبانوں کو ایک ہی لسانی خاندان جسے 'ہند یورپی خاندان' کا نام دیا جاتا ہے، میں رکھتے ہیں۔ گزشتہ ایک صدی سے ہندوستان کی کسی بھی زبان پر ہونے والی تحقیق ملاحظہ کر لیجئے اُس کا رشتہ عہدِ قدیم میں جا کر آریائی زبان اور پھر ہند یورپی خاندان سے مل جائے گا جس کا مطلب یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ یورپ اور ایشیاء کی تمام زبانیں ایک ہی خاندان اور نسل ( آرین ) سے تعلق رکھتی ہیں حالانکہ جارج گریریسن نے یہ واضح الفاظ میں لکھ دیا ہے کہ انگریزی، لاطینی اور جرمن زبانیں قطعی طور پر آریائی کہلانے کی حق دار نہیں ہیں۔

آریاؤں کو بدیسی تسلیم کرنا اس لیے بھی مشکل ہے کہ پھر اُن کی مصنفہ رِگ وید کی روشنی میں یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ ذات پات کا تصور بھی باہر سے ہندوستان میں آیا۔اگر ایسا ہے تو پھر کیا ہندو مذہب بھی بدیسی ہے؟ دراصل ہندوستان کی تاریخ بیرونی حملہ آوروں کی اتنی طویل داستانیں اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے کہ ویدک عہد سے پہلے وادیٔ سندھ

کی تہذیب کے خاتمے کے ساتھ بھی کسی بیرونی حملہ آور قوم کو جوڑ دیا جائے [اور اکثر ایسا کیا بھی گیا ہے] تو اُس خیال کو بھی فوری طور پر اور یکسر رَد نہیں کیا جا سکے گا۔ اب تو ۱۵۰۰ ق م سے پہلے ہندوستان کی زندہ تہذیبوں کے بہت سے نمایاں آثار دریافت ہو چکے ہیں۔ حتّی زبان کی دریافت سے ماہرین لسانیات ہند یورپی خاندان کا مرکز یورپ کے بجائے اناطولیہ (ایشیا کوچک) کو ماننے لگے ہیں لیکن ساتھ ہی اس مسئلے سے بھی دوچار ہیں کہ ہند یورپی کی قدیم ترین آوازیں حتّی میں ہونے کے باوجود اس زبان میں تذکیر و تانیث کے قاعدے اور افعال کی مختلف شکلیں دوسری ہند یورپی زبانوں سے مختلف ہیں۔ ممکن ہے اناطولیہ، ایران اور ہندوستان بھی کسی دور میں ایک ہی تہذیب کے حامل رہے ہوں۔ اگر ایسا درست ثابت ہو بھی جائے تو بھی یہ اس نظریے کی دلیل نہیں بنتا کہ 'رِگ وید' قدیم ہندوستان میں نہیں بلکہ کہیں اور تصنیف ہوئی یا اسے ہندو برہمنوں نے نہیں بلکہ باہر سے آنے والی کسی قوم نے تصنیف کیا۔ رگ وید کی زبان کو ویدک سنسکرت کہا جاتا ہے اور جدید ماہرین لسانیات اسے زبانوں کے ہند یورپی خاندان کا حصہ لکھتے ہیں۔ آج جسے ہند یورپی خاندان قرار دیا جاتا ہے اُس میں بھارت، پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان اور ایران کے علاوہ یورپ، امریکہ، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ کی زبانیں شامل ہیں۔ اتنی بڑی جغرافیائی حدود کو انیسویں صدی تک آرین قرار دیا جاتا رہا۔ پھر بیسویں صدی میں ہند یورپی خاندان کا نام دے کر اس کے سٹم (وسط ایشیائی، ایرانی، ہندوستانی) اور کنٹم [انگریزی میں سنٹم لکھا جاتا ہے ] (یونانی، لاطینی، انگریزی، فرنچ، جرمن، اطالوی) گروہ بنا دیے۔ پھر حتی زبان میں لکھے کتبے دریافت ہوئے اور یہ مفروضہ سامنے آیا کہ ہند یورپی خاندان کی تمام زبانوں اور اناطولین خاندان کی زبان حتی کی بنیاد کوئی ایک ہی زبان رہی ہے۔ حتی زبان پر تحقیق شروع ہے اور اب تک منظر عام پر آنے والی تحریروں میں سب سے مربوط کتاب ہیری اے ہافر اور ایچ کریگ میل چرٹ کی ہے جو اے گرامر آف دی حتی لینگویج کے نام سے ۲۰۰۸ء میں امریکہ سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں حتی زبان کے متن اور قواعد سے سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ ایک مفروضہ یہ بھی ہے کہ اناطولین خاندان بھی ہند آریائی خاندان کی طرح ہند یورپی خاندان کے ضمن میں شمار ہونا چاہیے۔ دیکھیے اب مستقبل میں ہندوستانی زبانوں کے جدِامجد شمار ہونے والے ہند یورپی خاندان کی اگلی شکل کیا طے پاتی ہے۔ فی الحال اس خاندان کی سٹم شاخ ہمارے موضوع سے متعلق ٹھہرتی ہے جسے زبانوں کا آریائی خاندان بھی کہا جاتا ہے۔ آریائی خاندان کی زبانوں میں سے سنسکرت کا ماخذ سب سے پہلے سر ولیم جونز نے تلاش کرنے کی کوشش کی تھی اور ہندوستانی، ایرانی، عربی اور یورپی زبانوں کے تقابلی مطالعے کے بعد ۱۹ فروری ۱۷۸۹ء کو ایشیاٹک سوسائٹی میں پیش کیے گئے اپنے چھٹے ڈسکورس میں کہا تھا کہ ایشیا تین بڑی نسلوں کا مسکن رہا ہے جس میں ہندو، عرب اور تاتاری شامل تھے اور ایران انھیں ان تینوں نسلوں کے ایسے مرکز کی صورت میں نظر آتا ہے جہاں سے لوگوں کے ساتھ علم، زبان اور فنون مشرق اور مغرب کی طرف پھیلے لیکن ساتھ ہی انھوں نے مستقبل کے محققین کے لیے یہ سوال بھی چھوڑ دیا کہ آیا ایشیا میں مذکورہ تینوں نسلوں کے علاوہ کسی نسل نے جنم نہیں لیا(۲۰) اسی سوال کے جواب میں اُن کے بعد آنے والوں نے قدیم ترین سنسکرت متن میں سے 'آریا' کا لفظ اُٹھایا اور اسے ہندوستان پر یلغار کرنے والی ایک نسل سے منسلک کر دیا حالانکہ آریا کا معنی نسل (Race) نہیں۔ ممکن ہے یہ لوگ قدیم ایران میں مقیم ہندوؤں میں سے ہوں اور ایران سے نکل کر ہندوستان میں آباد ہوئے یا اُس دور کے ایران اور ہندوستان کی تہذیبوں میں گہرا ربط ہو لیکن اس

سوال کا واضح جواب اس لیے ممکن نہیں کہ خطہ ایران کا جو قدیم ترین متن دستیاب ہوا ہے وہ پارسیوں کے پیغمبر زرتشت کی کتاب اوستا کی صورت میں ہے جس کی زبان ژند ہے اور اس کا زمانہ رِگ وید سے کم از کم ایک ہزار سال بعد کا فرض کیا جاتا ہے۔ گویا ایران اور ہندوستان کی تاریخ کے طلوع پر ہر صورت رِگ وید ہی موجود ہے جسے ان ممالک کی جغرافیائی حدود کے اندر رہنے والے آریاؤں نے لکھا۔ ذہن میں رہے کہ یہ ایک مذہبی کتاب ہے اس لیے ہندوستان کی قدیم سیاسی، معاشرتی اور جغرافیائی تاریخ لکھنے کے لیے اس پر مکمل انحصار درست نہیں۔ ہندوستان کے عہدِ قدیم کی معاشرتی، مذہبی، لسانی اور سیاسی داستان لکھتے ہوئے دریافت شدہ آثارِ قدیمہ کے ساتھ ساتھ بعد کے ویدوں سام وید، یجر وید، اتھر وید، برہمنوں، اور اُپنشدوں پر نسبتاً زیادہ تکیہ کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود رِگ وید کے بعد کی تمام مذہبی کتب، رزمیہ داستانوں، رامائن اور مہا بھارت میں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا جو آریاؤں کے بدیسی حملہ آور ہونے اور اُن کی ویدک زبان کے بدیسی ہونے پر دلالت کرے۔ قدیم سنسکرت کا کوئی نمونہ آج تک ہندوستان کے باہر سے دریافت نہیں ہوا۔ اگر قدیم سنسکرت (ویدک عہد کی زبان) کو مذہبی کتب کی زبان سمجھ کر مہذب یا ادبی یا کلاسیکی رُوپ مان لیا جائے اور ماہرینِ لسانیات کے اس نظریے کو بھی تسلیم کر لیا جائے کہ عوامی بول چال کی زبان ادبی زبان سے مختلف ہوتی ہے تو ہماری موجودہ ہندوستانی [آریائی] زبان کے لسانی تناظر پر مزید بوجھ آن پڑے گا کیونکہ ویدک زبانوں کی ہم عصر کسی 'عوامی' بولی کا بھی کوئی نمونہ موجود نہیں [اور عموماً عوامی بولیاں اُس وقت تک محفوظ بھی نہیں ہوتیں جب تک کہ وہ لکھنے پڑھنے میں نہ آئیں یا ادبی نہ بنیں]۔ دوسرے لفظوں میں ہمارا وہ لسانی تناظر جو پہلے ہی آریاؤں کی [باہر سے ہندوستان] آمد کے مجہول تصور کی کمزور ٹانگوں پر کھڑا ہے اُسے مزید کمزور کرنے سے کیا حاصل۔ یہاں پہنچ کر اس بحث کا رُخ کسی بھی طرف موڑا جا سکتا ہے۔ چاہیں تو صرف یہ کہہ کر بات ختم کر دیں کہ یہ بحث آریا سماجی تحریک سے شروع ہوئی تھی اور اب کب کی ختم ہو چکی ہے۔ ایسا کہنے یا ماننے کے لیے ہمیں متبادل بیانیہ کے طور آریاؤں کی ہندوستان پر یلغار اور اس کے ساتھ قیاساً جوڑے ہوئے '۱۵۰۰ قبل مسیح' کو مفروضے سے ایک قدم آگے بڑھا کر تحقیقی ثبوت (Evidence) بنانا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ آریاؤں کی 'باہر سے' ہندوستان آمد آج بھی ایک مفروضہ ہے اور اُردو اور اس کی ہمسایہ آریائی زبانوں کے لسانی تناظر کی بنیاد بھی ہے۔ آج کے محققین کو اُن تمام متون اور دستاویزات کو دیکھنے کی ہمت کرنا ہوگی جو نو آبادیاتی ہندوستان میں تاریخِ ہند کی دریافت اور تشکیل کے لیے لکھے گئے اور مابعد نو آبادیاتی تناظر میں ان کی تعبیرات کو سنجیدگی سے لینا ہوگا۔ اگر لسانی محققین، ماہرینِ آثارِ قدیمہ اور مورخین کی ہم سے پچھلی نسل نے یا اُن سے بھی پچھلی نسل نے کچھ محاکات کو خام صورت میں ہی آگے منتقل کر دیا یا کچھ مفروضے وراثت میں چھوڑ دیے تو ضروری نہیں کہ اُن مفروضوں کو ہم 'پوری ایمانداری' کے ساتھ بغیر سوچے سمجھے اگلی نسلوں کو منتقل کرتے رہیں۔

# حوالہ جات/ حواشی


۱۔ محی الدین قادری زورؔ، ہندوستانی لسانیات (لکھنؤ،نسیم بک ڈپو،۱۹۶۰ء)،ص۶۰۔۶۱

۲۔ شوکت سبزواری، اُردو لسانیات (علی گڑھ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،س۔ن)،ص۱۵۔۱۶

۳۔ سینتی کمار چڑجی، ہند آریائی اور ہندی (نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان، ۲۰۰۱ء، تیسرا ایڈیشن)، مترجم: عتیق احمد صدیقی، ص۲۳

۴۔ مسعود حسین خان، مقدمہ تاریخِ زبانِ اُردو (علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۰ء)،ص۲۔۳

۵۔ مبارک علی، تاریخ کی دریافت (لاہور، تاریخ پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء، اشاعت دوم)،ص۱۲۶۔۱۲۷

۶۔ او۔پی کیج ریوال ہندوستان کے معروف مورخ ہونے کے علاوہ آل انڈیا ریڈیو کے ڈائریکٹر جنرل اور سنٹرل انفارمیشن کمشنر رہ چکے ہیں۔ اُن کی کتاب "The Asiatic Society of Bengal and the Discovery of India's Past, 1784—1838" اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، دہلی سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب ایشیاٹک سوسائٹی کی تاریخ کے حوالے سے بہت اہم سمجھی جاتی ہے۔ اصل میں یہ کتاب او۔پی کیج ریوال کا تحقیقی مقالہ جس پر بہار یونیورسٹی سے ۱۹۸۴ء میں انھیں پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔

۷۔ تاریخ کی دریافت، ص۱۲۷۔۱۲۹

۸۔ مُلر، فریڈرک مکس، Lectures on The Science Of Language (Delivered at The Royal Institution Of Great Britain) (لندن، لانگ مینز' گرین اینڈ کو، ۱۸۶۶ء، پانچواں ایڈیشن)،ص۲۶۶

۹۔ ایضاً، ص۲۳۷

۱۰۔ ایضاً، ص۲۷۱

۱۱۔ مُلر، فریڈرک میکس، A History of Ancient Sanskrit Literature (لندن، ولیمز اینڈ نارگیٹ' کونٹ گارڈن، ۱۸۶۰ء، دوسرا ایڈیشن)،ص۱۲۔۱۳

۱۲۔ تھاپر، رومیلا، قدیم ہندوستان کی تاریخ اور فرقہ واریت، مشمولہ: تاریخ شناسی از ڈاکٹر مبارک علی (لاہور، تاریخ پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء، اشاعت دوم)،ص۱۴۱۔۱۴۲

۱۳۔ نیپ، سٹیفن، Crimes Against India: and the Need to Protect its Ancient Vedic Tradition، (بلومنگٹن' یو ایس اے، آئی یونیورس، ۲۰۰۹ء)،ص۱۳۷۔۱۳۸

۱۴۔ ایلش، پرودوش، Lies With Long Legs: Discoveries, Scholars, Science, Enlightenment, Documentary Narrations (نئی دہلی، سنسکرتی پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء)،ص۱۰

۱۵۔ ہاشم، اے۔ایل، ہندوستانی تہذیب کی داستان، ترجمہ: ایس غلام سمنانی (لاہور، نگارشات پبلشرز،

۲۰۰۸ء)،ص۶۰

۱۶۔ مُلر،فریڈرک میکس ، Collected Works of the Right Hon. F. Max Muller, (Biographies of Words and the Home of the Aryas) (لندن، لانگ مین' گرین اینڈ کو،۱۸۹۸ء)،والیم نمبر۱،ص۱۲۰

۱۷۔ مُلر، جارجینا ایڈلیڈ، The Life and Letters of the Right Honourable Friedrich Max Muller (لندن،لانگ مین' گرین اینڈ کو،۱۹۰۲ء)،مرتبہ،ص۷۸

۱۸۔ ایضاً،ص۳۲۸

۱۹۔ ایضاً،ص۳۵۷۔۳۵۸

۲۰۔ جونز، ولیم، Discources delivered before the Asiatic Society : and Miscellaneous papers on the Religion, Poetry, Literature ect. of the Nation of India (لندن، پرنٹڈ فار چارلس ایس آرنلڈ،۱۸۲۴ء، دوسرا ایڈیشن)، والیم نمبر۱،ص ۱۰۶،۱۰۷